یہوداہ اسکریوٹی مستند تاریخ اور انجیل کی روشنی میں

Judas Iscariot, in the light of authentic history and Gospels.

*Muhammad Farman

farman.shaikh@scholars.usindh.edu.pk

**Moosa Lakhani

moosalakhani@gmail.com

Abstract

Judas Iscariot is being accused since two thousand years due to the story about him that is presented in gospels. According to this tale, Judas committed irretrievable crime because of having Jesus Christ arrested so therefore he faced miserable death. While developing process, Judas myth in all four gospels comes to that point where his name have got most hated name in the religious history. In the historical context, Judas was a militant Jew who entered into Jesus' messianic movement hoping to restore Israel's state once again. He belonged to hawkish Jewish sect who was defamed because of their brutal and relentless nature. This fact causes not to believe on Judas' myth about his betrayed. Though, after having been analyzed in the light of historical circumstances and narratives, this fact appears clearly that gospel writers tried to deceive their reader by presenting Judah as a betrayed. In this article, hidden facts about Judas Iscariot have been disclosed and few historical traditions are presented according to them, Judas is loyal apostle of Jesus Christ.

Keywords: Judas Iscariot, sicari, betrayer.

انجیل اربعہ کے مطابق جناب یسوع مسیح کے بارہ شاگرد تھے جن میں سے ایک یہوداہ اسکریوٹی بھی تھا لیکن صحبت یسوع سے مشرف ہونے کے باوجود یہ حواری یسوع ایک ایسا مظلوم تاریخی کردار ہے جو دو ہزار سال سے مسیحی غیض و غضب اور سب و شتم کا شکار ہے حالانکہ یہوداہ اسکریوٹی کو یسوع نے اپنی لسان مبارک سے اسرائیل کے قبیلوں کا منصف ہونے کی نوید سنائی اور ایک روایت کے مطابق یہوداہ نے یسوع کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ تک پیش کیا مگر ان سب اعزازات کے باوجود یہوداہ اسکریوٹی عہد جدید کے اُن مظلوم ترین کرداروں میں سے ہے جس کے بارے میں انجیل نویسوں نے تاریخی حقائق کے منافی تصویر کشی کر کے خوش عقیدگی پسند عوام کی نظر میں یہوداہ اسکریوٹی کو نہ صرف معتبوب بنا دیا ہے بلکہ اس حواری یسوع کے متعلق درست حقائق اور سچائی کو مستور کر دیا ہے۔ انجیل نویسوں نے یہوداہ اسکریوٹی کی منظر کشی کچھ اس طرح سے کی ہے کہ یسوع کا ساتھی

* PhD Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, university of Sindh Jamshoro.

**PhD Scholar, Department of comparative religion and Islamic culture, university of Sindh Jamshoro.

ہونے کے باوجود اس نے غداری کی اور اعداءِ یسوع کے ساتھ مل کر تیس سکوں کے عوض اپنے ایمان کا سودا کر کے یسوع کو دشمنوں کے ہاتھ گرفتار کر دیا۔

اناجیل کے مطابق یسوع مسیح کی گرفتاری کے موقع پر ان کے سارے شاگرد ان کو چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے۔ حالانکہ تاریخی اعتبار سے اس واقعہ میں کوئی سچائی نہیں۔ ۱۸۸۴ء میں دریافت ہونے والی انجیل پطرس میں اس قسم کی کوئی کہانی نہیں پائی جاتی بلکہ اس کے برخلاف روایت ملتی ہیں کہ مبینہ واقعہ تصلیب کے بعد یسوع مسیح کے شاگرد نہایت سوگوار اور رنجیدہ تھے۔ انہوں نے نہ ہی یسوع مسیح کے ساتھ غداری کی تھی اور نہ ہی وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر بھاگے تھے۔ پطرس کی انجیل اس حوالے سے اہمیت کی حامل ہے کہ یہ اُس وقت لکھی گئی جب اناجیل اربعہ ضبط تحریر میں نہیں لائیں گئیں تھیں لہذا اس انجیل کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ یسوع کو پکڑوانے کے لیے یہوداہ اسکریوٹی کی غداری کا افسانہ انجیل نویسوں نے وضع کیا ہے۔^۳

عہد جدید اور یہوداہ اسکریوٹی

انجیل نویسوں نے یہوداہ کی کہانی کو ایک خاص انداز میں بیان کر کے یسوع کی گرفتاری، تعذیب و تصلیب کے افسانے میں مظلومیت کا رنگ بھرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن واقعہ تصلیب سے ما قبل و قائل کا تحلیلی تجزیہ کرنے اور اُس وقت کے تاریخی حالات کی روشنی میں یہوداہ کے کردار کا جائزہ لینے پر حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ عہد جدید کی اولین تحاریر مقدس پولس کے خطوط ہیں جن کا زمانہ تصنیف چالیس عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ ان خطوط میں یہوداہ اسکریوٹی کا ذکر ایک مقام پر نہایت ہی سرسری طور پر کیا گیا ہے اور ایسا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا کہ یہوداہ اسکریوٹی نے کسی گھناؤنے فعل کا ارتکاب کیا ہو۔ یہوداہ کی کہانی ان خطوط کے لکھے جانے کے دہائیوں بعد ۸۰ عیسوی کے قریب لکھی جانی والے انجیل مرقس سے شروع ہوتی ہے^۴ اور یسوع سے جتنا بعد زمانی ہوتا جاتا ہے یہوداہ اسکریوٹی کے افسانے میں تفصیلات بڑھتی چلی جاتی ہیں اور بالآخر یہ قضیہ ایک دیومالائی مقدس داستان کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔^۵

مقدس پولس کے خطوط سے صرف نظر کرتے ہوئے عہد جدید کو دیکھا جائے تو اولین انجیل یعنی انجیل مرقس اس کے متعلق بہت کم تفصیلات مہیا کرتی ہے لیکن متاخر اناجیل میں تفصیلات کی بھرمار ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہوداہ اسکریوٹی کے اس قصے میں ایک اہم پہلو کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ یہودیوں کو یسوع کو گرفتار کرنے کے لیے کسی غدار مخبر کی ضرورت نہ تھی بلکہ وہ یسوع کو نہ صرف ذاتی حیثیت سے پہچانتے تھے بلکہ خود یسوع علی الاعلان ان کے درمیان اپنے پیغام کی منادی کر رہے تھے^۶ اور پھر خود کے لیے المسیح کا دعویٰ کرتے ہوئے یروشلم شہر میں داخل ہونے کے بعد یسوع کی شہرت پورے شہر میں پھیل چکی تھی پس اس کے بعد مخبری اور شناخت کے لیے کسی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس امر کا ایک خفیف اشارہ متی کی انجیل میں بھی ملتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یسوع کو گرفتار کرنے کے لیے کسی غدار کی ضرورت نہیں تھی۔ متی کے مطابق یسوع فرماتے ہیں۔

"یسوع نے بیٹھ سے کہا کیا تم تلواریں اور لائٹھیاں لے کر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو؟ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم

دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔"^۷

انجیلی کہانی کے ارتقائی مراحل:

اناجیل اربعہ میں سب سے اولین انجیل مرقس میں یہوداہ اسکریوٹی کے متعلق فقط اتنا مذکور ہے کہ انہوں نے اپنے آقا کو گرفتار کر دیا^۸ لیکن یسوع کے پکڑوانے کے لیے ان محرکات و اسباب کے متعلق کوئی معلومات نہیں ملتی جن کے سبب سے یہوداہ نے اس فعل کا ارتکاب

کیا۔ اسی انجیل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کاہن اعظم نے یسوع کی پکڑوانے کی پیشکش پر خوش ہو کر یہوداہ اسکریوٹی کو نقدی دینے کا اعلان کیا لیکن یہوداہ نے کاہن اعظم کی اس بات پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔^۹ ایک اور مقام پر یسوع اپنے پکڑوائے جانے کے متعلق گفتگو کرتے ہیں لیکن سارے شاگردوں کے استفسار کے باوجود وہ کسی کو متعین نہیں کرتے کہ کون ان کو پکڑوانے والا ہے۔^{۱۰}

انجیل نویس متی اس واقعہ میں مزید تفصیلات کا اضافہ کر دیتا ہے جس کے مطابق شاگردوں نے جب یسوع کے روبرو پکڑوانے کے متعلق سوال کیا تو یسوع نے یہوداہ اسکریوٹی کے پوچھنے سے قبل ہی اس کی تائید کر دی۔^{۱۱} "مرقس کی انجیل میں یسوع کو پکڑوانے کی علت و سبب کی عدم موجودگی کے خلا کو پُر کرنے کے لیے متی نے مرقس کے بیانیہ میں اضافہ کر دیا کہ یہوداہ اسکریوٹی نے لالچ میں آکر سردار کاہنوں سے رشوت طلب کی اور یسوع کو پکڑوا دیا۔ مرقس کی انجیل کاہنوں کی طرف سے دی جانے والی نقدی کی مقدار متعین نہیں کرتی لیکن متی کی انجیل میں باقاعدہ متعین رقم کا ذکر ملتا ہے کہ تیس روپے کے عوض یہوداہ نے یسوع کو گرفتار کر لیا۔^{۱۲}

تیسری انجیل تک پہنچ کر اس کہانی کی تفصیلات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ سابقہ دونوں انجیل کے مطابق یسوع کے شاگردوں میں یہوداہ نام کا ایک ہی شاگرد موجود ہے لیکن لوقا کی انجیل میں یہوداہ نام کے دو شاگرد نمودار ہو جاتے ہیں جن میں سے ایک پارسا اور راستباز یہوداہ ہے جبکہ دوسرا بدی سے لبریز یہوداہ ہے۔^{۱۳} اس ساتھ ساتھ لوقا ایک اضافہ یہ بھی کرتا ہے کہ یہوداہ اسکریوٹی میں شیطان سما گیا لہذا وہ یسوع کو پکڑوانے کے لیے موقع کی تلاش میں رہا۔^{۱۴} یہوداہ اسکریوٹی کو شیطان سے متاثرہ ہونے کا تاثر دینے سے مقصود یہ ہے کہ یہوداہ اسکریوٹی اور پوری یہودی اشرفیہ کے فعل کی بنیاد پر انہیں شیطانی گروہ بنا کر پیش کیا جائے۔^{۱۵}

یہوداہ اسکریوٹی کی کہانی کا آخری ارتقاء انجیل یوحنا میں نظر آتا ہے جہاں اس واقعہ کی تفصیلات میں نہ صرف مزید اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ یہوداہ اسکریوٹی کی روسیاهی میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ یوحنا یہوداہ اسکریوٹی کا ذکر کرتے ہی یسوع کی زبانی اسے شیطان قرار دے دیتا ہے۔^{۱۶} اس پر مستزاد یہ کہ آگے چل کر اسے چور^{۱۷} اور بعد ازاں ناپاک تک ٹھہراتا ہے۔^{۱۸} انجیل یوحنا میں یہوداہ اسکریوٹی کی طرف منسوب ان سارے الزامات سے سابقہ انجیل نویس یکسر ناواقف رہے تھے مگر انجیل یوحنا کا مصنف عداوت یہوداہ میں اس حواری مسیح کو اس قسم کے القابات قبیحہ سے متصف قرار دے کر بالآخر انہیں ہلاکت کا فرزند بھی قرار دے دیتا ہے۔^{۱۹}

اس ساری تفصیل سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ یسوع سے بعد زمانی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کہانی کی تفصیلات میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس بات سے مرقس ناواقف ہیں وہ متی جانتے ہیں اور جو متی نہیں جانتے اس کا علم لوقا کو ہے اور جس سے یہ تینوں ناواقف ہیں وہ سب یوحنا جانتے ہیں۔ یہوداہ اسکریوٹی کی اس کہانی میں تدریجاً ہونے والے یہ اضافہ جات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کہانی میں تفصیلات اختراع کر کے داخل کی گئی ہیں جو کہ اس داستان کے ارتقاء کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ ارتقاء فقط ان مقاصد کے تحت کیا گیا تاکہ یہودیوں کی تصویر کو بطور شیطانی گروہ کے افراد کے طور پر پیش کیا جائے اور تسلیب یسوع کا مرکزی ملزم یہودیوں کو قرار دیا جائے۔

یہوداہ اسکریوٹی تاریخی تناظر میں

اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ یہوداہ اسکریوٹی کی کہانی میں بہت سے شاخ و برگ لگا کر اضافہ کیا گیا ہے لیکن پھر بھی اس داستان اور یہوداہ کے متعلق درست حقائق کا ادراک یسوع کے وقت فلسطین کے سیاسی حالات کا مطالعہ کر کے کیا جاسکتا ہے کہ یہوداہ اسکریوٹی کون تھے اور ان کا تعلق کہاں سے تھا۔ یہوداہ اسکریوٹی کی تاریخی شخصیات کے بارے میں مختلف نظریات قائم کئے گئے ہیں۔ ان نظریات کا ابتدائی نکتہ اس کے نام کے ساتھ

متصل "اسکریوتی" (*iscariot*) کا لاحقہ ہے۔ اسکریوتی (*iscariot*) کی عام وضاحت کے مطابق یہ لفظ دو عبرانی الفاظ کا یونانی زبان میں نقل کیا ہوا ترجمہ ہے: اش (*ish*) جس کا معنی 'آدمی' ہے اور قیرت (*qeriyoth*) جو کہ ایک جگہ کا نام ہے جس کا عبرانی بائبل میں قریوت (*kerioth*) کے نام سے تین بار تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس طرح اسکریوٹ (*Isariot*) کا معنی 'قریوت کا آدمی' ہے۔ یرمیا اور آموس کے صحیفے میں یہ شہر موآب کے شہروں کی فہرست میں آیا ہے لیکن یسوع کی کتاب میں یہ شہر یہودیہ کے شہروں کی فہرست میں شامل ہے۔^{۲۰} جب یسوع کی کتاب کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا گیا تو عبرانی لفظ قریوت (*qeriyoth*) کا ترجمہ جگہ کے نام کے طور پر نہیں کیا گیا بلکہ اس کا ترجمہ حصرون سے منسلک 'شہروں' کے طور پر کر دیا گیا۔ جدید ماہر قدیمہ جات کی کھدائیوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ حصرون ایک وسیع علاقہ تھا۔ بائبل کی سطور میں یہ ایک مشکوک بات ہے کیونکہ قریوت کو یہودیہ میں شامل دکھایا گیا ہے۔ جبکہ درحقیقت یہ ایک شہر کا نام ہے اور کسی نے بھی یہوداہ کے موآب سے تعلق کی بابت کوئی نظریہ پیش نہیں کیا۔ اس کے باوجود کسی دوسرے نظریے کی غیر موجودگی میں اس نظریے کو وسیع پیمانے پر قبول کر لیا گیا کہ یہوداہ، یہودیہ میں شامل ایک علاقے قریوت سے آیا تھا۔ تاہم مجموعی طور پر 'قریوت کا آدمی' والا نظریہ وسیع پیمانے پر قبولیت کے باوجود ناپائیدار ہے، پھر بھی ان روایات سے پر اثر نتائج اخذ کر لیے گئے اور وہ نتائج اس حد تک سرائیت کر چکے ہیں کہ بلا حجت حقائق میں تبدیل کیے جا چکے ہیں۔ دوسرے شاگردوں کے برعکس یہوداہ اسکریوتی کا گلیل کے بجائے یہودیہ کا باشندہ ہونے کی بابت قول متواتر نزاع کا باعث بنا رہا ہے۔^{۲۱}

اسکریوٹ (*iscariot*) لفظ کے مصدر کی بابت ایک اور نظریہ پیش کیا گیا ہے جو کہ تاریخی شواہد کی بنیاد پر حقیقت سے زیادہ قریب نظر آتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق اسکریوٹ کا لفظ لاطینی لفظ سکیریس (*sicarius*) سے ماخوذ ہے جس کا مطلب 'کھینچنے والا آدمی' ہے۔ قدیم لٹریچر میں یہ لفظ ان شدت پسند تحریک کے لیے بکثرت استعمال ہوا ہے جو یہودیہ پر رومی قبضے کے شدید مخالف اور مسلح مزاحمت کرتے ہوئے رومیوں کے خلاف برسر پیکار تھے۔ یہ نظریہ صرف لسانیاتی طور پر ہی مضبوط نہیں بلکہ یہ ایک قابل غور حقیقت بھی ہے کیونکہ یسوع کا ایک اور شاگرد بھی اسمعون زیلو تیس 'کہلاتا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے ایک اور ایسے شخص کو بھرتی کیا ہوا تھا جس کا عرفی نام تحریک میں اس کی سابقہ رکنیت کو ظاہر کرتا تھا۔ لفظ سکیریس (*sicarius*) کا استعمال ربائی تحاریر میں بھی ملتا ہے جن کے مطابق رومیوں کے خلاف یہودی جنگ (۶۶ تا ۷۰ عیسوی) میں کچھ خاص باغی 'اباسکرا' یا 'ابازیلو تیس' کے نام سے مشہور تھے۔ اسم اور عرفیت کا یہ مجموعہ بالکل اسی طرح کا ہے جس طرح کا مجموعہ یہودا اسکریوتی کے نام میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ حقائق کے مطابق ربائی محفوظ دستاویزات میں اسکریوٹ (*iscariot*) کے لفظ کا حرف آئی (i) شامل نہیں ہے، لیکن ایک ترجمہ کیے ہوئے نام کا مختلف حالتوں میں پایا جانا غیر معمولی بات نہیں ہے کیونکہ فلسطین کے مختلف علاقوں میں رہنے والے لوگ کسی بھی غیر ملکی زبان کے لفظ کا تلفظ (*pronunciation*) ادا کرنے کی بابت مسائل کو حل کرنا جانتے تھے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عہد نامہ جدید کے کچھ نسخوں میں اسکریوٹ کا لفظ آئی (i) کے بغیر سکیریوٹ (*skariotes*) سکیریوٹھ (*skarioth*) یا سکیریوٹا (*scariota*) کی تین حالتوں میں لکھا نظر آتا ہے۔^{۲۲} مذکورہ بالا نظریے کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہوداہ اسکریوٹی کے متعلق اس حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ وہ یہودیوں کے اس مسلح عسکریت پسند گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو رومی قابضین کے خلاف عملاً برسر پیکار تھے اور اس تعلق کا سب سے بڑا ثبوت خود ان کے نام کے ساتھ

^{۲۱} "اسکریوٹ" لفظ کا لاحقہ ہے۔^{۲۲}

یسوع مسیح کے حین حیات فلسطین کا سارا علاقہ حریت پسند یہودی تنظیموں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا جہاں وقتاً فوقتاً رومی جبر و استبداد کے خلاف یہودی عسکریت پسند علم بغاوت بلند کرتے اور نتیجہ خون ریز لڑائیوں کی صورت میں نکلتا۔^{۲۴} رومی حکومت نے ایسی تمام تحریک کو کچلنے میں کسی قسم کی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ان یہودی باغیوں کی سختی سے سرکوبی کر کے انہیں عبرت ناک سزائیں دیں۔^{۲۵} اس وقت کی عکاسی کرتے ہوئے ممتاز یہودی النسل کیتھولک اسکالر ہائیم مکابی لکھتے ہیں۔

"جس وقت یسوع فقط ایک چھوٹے لڑکے تھے، گلیل کے بہت سے یہودی اس دوران صلیب دے کر قتل کر دیئے گئے۔ یہوداہ گلیلی ایک قوم پرست یہودی تھا جو رومیوں کے خلاف ایک مسلح بغاوت کی قیادت کر رہا تھا، اس کے نجانے کتنے ہی حمایتیوں کو رومیوں نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔ یہ سب یسوع کی صغیر سنی کے واقعات ہیں۔ چار سو یہودیوں کو رومی محصولات (ٹیکسز) کی ادائیگی کے خلاف تحریک کی وجہ سے رومیوں نے صلیب دے کر قتل کر ڈالا۔ اپنے قوانین کے مخالف باغیوں کے لئے رومی مقتدر صلیب جیسی تعزیبی ظالمانہ کاروائی کیا کرتے تھے۔ گلیل کسی نہ کسی طرح ہمیشہ باغیوں کا مرکز رہا کیونکہ یہ براہ راست رومی سلطنت کے ماتحت علاقہ نہ تھا۔"^{۲۶}

ایسے ماحول میں یسوع نے اپنی منادی کا آغاز کیا کہ ایک طرف عسکریت پسند حصول آزادی کے لئے اپنی جان کی بازی لگائے ہوئے تھے تو دوسری طرف حریت پسندوں کی حکومت وقت کے خلاف خفیہ تحریک بھی سرگرم تھیں۔ ان حالات میں جب یسوع کی مسیحانہ تحریک شروع ہوئی تو مرور وقت کے ساتھ یہوداہ اسکیروطی اور شمعون غیور جیسے کٹر حریت پسند یہودی بھی اس میں شامل ہو گئے۔ یہوداہ اسکیروطی کا تعلق گلیل میں برپا ہونے والی تحریکوں میں شامل خنجر بردار گروہ تھا جو کہ اسکیروٹ کے نام سے معروف تھے۔ اس قبیل سے تعلق رکھنے والے حرمجاہدین اس قدر سخت جان ہوتے تھے کہ ان پر ظلم کے پہاڑ ہی کیوں نہ توڑ لیے جائیں یہ اپنے مخالفین پر اپنا راز ہر گز ظاہر نہ کرتے تھے اور اپنے مقصد کی تکمیل کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ ابتدائی عیسوی صدی کی یہودی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے حضرات ایسے جفاکش یہودی باغیوں کا بخوبی علم رکھتے ہیں۔^{۲۷}

اسکیروٹ اپنے لباس کے نیچے ایک خاص قسم کا خم دار خنجر چھپا کر رکھتے تھے جو کہ رومیوں میں مروج ایک ہتھیار سیکائی (sicar) جیسا تھا۔ اسی ہتھیار کی مناسبت سے انہیں اسکیروٹ کہا جاتا تھا۔ جوزیفس کے مطابق جب رومی افواج نے ملک میں پھیلے منتشر یہودی باغیوں گروپوں کا خاتمہ کر دیا تو ایک خاص قسم کا باغی گروہ یروشلم میں نمودار ہوا جسے بعد ازاں اسکیرائی (sicarii) کہا گیا۔ یہ لوگ گوریل کاروائی کرتے ہوئے دن دھاڑے بھرے شہر میں لوگوں میں قتل کر دیا کرتے تھے۔ مختلف تہواروں کے موقع پر یہ مجمع میں شامل ہو جاتے اور اپنے خنجروں کو اپنے لباس کے نیچے چھپا لیتے اور موقع ملتے ہی اپنے مخالفین کے خنجر گھونپ کر ہلاک کر دیتے۔ دیگر یہودی باغیوں کی طرح یہ دیہاتی نہیں بلکہ شہری تھے اور ان کا دائرہ کار اس قدر فعال تھا کہ ہیکل کے احاطے تک میں یہ اپنے مخالفین کے خلاف کاروائیاں کر دیتے۔ ڈاکہ زنی کے بجائے یہ زیادہ تر رومی مفاد کے لیے کام کرنے والوں کو قتل کیا کرتے تھے اور ان کا نشانہ زیادہ تر سیاسی لوگ ہوتے تھے جنہیں مسلح اسکیروٹ خنجر سے ذبح کر دیتے۔ ان کا قتل کرنے کا انداز اس قدر سہل ہوتا تھا کہ قاتل کی شناخت کرنا مشکل ہو جاتی تھی اور اس جماعت کا ہر کارہ اپنی ذمہ داری سرانجام دینے کے بعد دیگر یہودیوں کی طرح پہاڑوں کی طرف فرار ہونے کے بجائے بلا خوف و خطر پھر سے اپنی زندگی میں مصروف ہو جاتا۔^{۲۸}

اسکریوٹ کے متعلق بہت سے اہم تاریخی وقائع کو انجیل نویسوں نے عمدہ نظر انداز کر کیا ہے تاکہ یہوداہ اسکریوٹی کے متعلق وضع کی جانے والی کہانی کی صداقت پر کوئی حرف نہ آسکے۔ اناجیل کی تشکیل کا مقصد مقدس متون کی تشکیل کے بجائے مخصوص نظریات کو خاص انداز میں پیش کرنا تھا، اسی وجہ سے انجیلی وقائع میں مفقود ان تاریخی واقعات کی غیر موجودگی کو آسانی سے محسوس نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم اس کے باوجود عہد جدید سے کچھ اشارے ملتے ہیں جن کے تاریخی موازنے سے سچائی کا ادراک ممکن ہے۔

اسکریوٹ جماعت سے تعلق ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہوداہ کے نام کے ساتھ لگا اسکریوٹ کا لاحقہ ہے۔ یہوداہ اسکریوٹی کا یسوع کی تحریک میں شمولیت اختیار کر لینا اس امر کا غماز ہے کہ اسکریوٹ کی تحریک سے یسوع اور ان کے ساتھیوں کا خاص تعلق تھا۔ اس تعلق کی زبردست مثال اعمال کی کتاب میں ملتی ہے جہاں مقدس پولس کاندر کے ایام کے ایام پورے کرنے کے لیے ہیگل میں جانے کا ذکر ہے۔ پولس کو ہیگل میں دیکھ کر یہودی بلوہ کر دیتے ہیں کہ پولس نے ہیگل کو ناپاک کر دیا ہے چنانچہ اس فساد کی روک تھام کے لیے رومی سپاہی آجاتے ہیں مگر ان سپاہیوں کا سربراہ رومی صوبیدار پولس کو انہی "اسکریوٹ" سے آمدہ خیال کرتا ہے۔^{۲۹} اگر یسوع کے ساتھیوں کا اسکریوٹیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا تو پھر رومی صوبیدار کے پاس کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہ پولس کو بھی خنجر بردار اسکریوٹ خیال کرتا۔

یہوداہ کی مبینہ موت

یہوداہ اسکریوٹی کی موت کے بارے میں عہد جدید کی روایات مختلف فیہ ہیں۔ انجیل متی کے مطابق یسوع کو پکڑوانے کے بعد یہوداہ اسکریوٹی نام ہوئے اور خود کو پھانسی لگا کر مار ڈالا۔^{۳۰} جب کہ اعمال کی کتاب کے مطابق یہوداہ اسکریوٹی سر کے بل گر پڑے اور ان کا پیٹ پھٹ گیا۔^{۳۱} انجیل متی اور اعمال کی کتاب دونوں کی روایات ہی باہم متضاد ہیں اور ان میں تطبیق کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ اس ضمن میں ایک تاویل یہ کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے خود کو درخت سے لٹکا کر پھانسی دے لی اور درخت سے لٹکنے والے کی لاش رسی ٹوٹ جانے کی وجہ سے گر گئی۔ اگر اس تاویل کو درست مان لیا جائے تو بھی اعمال کی کتاب کا بیانیہ درست نہیں ہو سکتا کہ یہوداہ اسکریوٹی سر کے بل گرے اور ان کا پیٹ پھٹ گیا۔ یہ تاویل مسلمہ سائنسی اصولوں کے ساتھ ساتھ مشاہدے کے بھی خلاف ہے۔

کرنٹیوں کی کلیسہ بیا کے نام لکھا گیا مقدس پولس کا خط یہوداہ اسکریوٹی کی مبینہ موت کی کہانی کو واضح کر دیتا ہے کہ یہ انجیل نویسوں کی اختراع ہے۔ اس خط کا زمانہ تصنیف ۵۳ تا ۵۵ عیسوی ہے جبکہ اناجیل اربعہ پہلی صدی عیسوی کی آٹھویں دہائی کے بعد لکھی گئیں۔^{۳۲} اس خط میں مقدس پولس خبر دیتے ہیں کہ مبینہ واقعہ تصلیب کے بعد یسوع مسیح بارہ شاگردوں پر ظاہر ہوئے تھے۔ مقدس پولس لکھتے ہیں۔

"اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا پھر پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا۔"^{۳۳}

اعمال کی کتاب بتاتی ہے کہ یہوداہ اسکریوٹی کی مبینہ موت کے بعد شاگردوں نے بارہ کی تعداد پوری کرنے کے لئے تین تیس کو بذریعہ قرعہ اندازی شاگردوں میں شامل کیا تھا لیکن اس کا انتخاب بھی رفع آسمانی کے بعد ہی ہوا تھا۔^{۳۴} اگر یہوداہ اسکریوٹی ازروئے انجیل نویس خود کشی کر چکے تھے تو مقدس پولس نے اپنے خط میں رفع آسمانی کے بعد شاگردوں کی تعداد بارہ کے بجائے گیارہ لکھنا تھی۔ مقدس پولس بارہ شاگردوں کا ذکر کرنا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ یہوداہ اسکریوٹی کی غداری سے متعلق کسی کہانی سے مقدس پولس واقف نہیں تھے اور یہ صراحتاً انجیل نویسوں کی اختراع ہے۔

یہوداہ اسکریوٹی کی موت کو تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو اسکریوٹی جیسے جفاکش اور سخت جان گروہ سے تعلق رکھنے والا اتنا کم ہمت اور بزدل نہیں ہو سکتا کہ ایک لغزش و خطا کی وجہ سے خودکشی جیسے فعل فہج کار تکاب کر لے۔ اسکریوٹی اپنی بہادری کی وجہ سے مشہور تھے، کتنے ہی اسکریوٹی ایسے تھے جنہوں نے سخت سے سخت رومی تعذیب کو برداشت کیا یہاں تک کہ ان کے جسم کا ریشہ ریشہ ادھیڑ دیا گیا مگر انہوں نے اپنا راز فاش نہ کیا۔^{۳۵} ان حقائق کی روشنی میں یہوداہ اسکریوٹی کی موت کے متعلق انجیلی بیان کو قبول کیا جائے تو اس مفروضے کو تقویت ملتی ہے کہ یسوع کی جگہ یہوداہ اسکریوٹی نے گرفتاری دے کر ایک عظیم مقصد کی خاطر صلیبی مصائب کو گلے لگا لیا تھا تاکہ اپنے استاد و مربی کی جان بچا سکیں جب کہ یسوع مسیح کو خدائے تعالیٰ نے اس مصیبت سے نجات دی اور گتھنی کے باغ میں کی جانے والی ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشے ہوئے انہیں آسمان پر اٹھالیا۔^{۳۶}

یہوداہ اسکریوٹی اور یسوع کا تعلق

مصر میں ناگ حمادی نامی مقام سے برآمد ہونے والی قدیم قبطی مسیحی کلیسہ بیاء کی مقدس کتب میں شامل "یہوداہ اسکریوٹی کی انجیل" بھی دریافت ہوئی ہے۔ اس انجیل کا زمانہ تصنیف دوسری صدی عیسوی کا آغاز ہے^{۳۷} اور یہ وہی وقت ہے جب انجیل یوحنا، اعمال کی کتاب اور مکاشفہ کی کتابیں لکھی جا رہی تھیں۔ یہوداہ اسکریوٹی کی انجیل کے مطابق یہوداہ یسوع کے سب سے قریبی اور معتبر ساتھی تھے اور یسوع نے انہیں وہ تعلیمات سکھائی اور کائنات کے متعلق ایسے پراسرار راز افشاں کیے جن کی بابت دوسرے شاگردوں کو کچھ خبر نہ تھی۔^{۳۸} اس کے علاوہ اس انجیل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہوداہ کو باقی تمام شاگردوں پر فوقیت اور افضلیت حاصل تھی اور شاگردوں میں واحد یہوداہ اسکریوٹی کی ہی ذات تھی جو یسوع مسیح کے کلام کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی وگرنہ دیگر شاگرد یسوع کی باتیں سمجھنے میں ناکام رہتے تھے۔^{۳۹}

اناجیل کے مطابق رومی سپاہیوں کو علم نہ تھا کہ یسوع مسیح کون ہیں لہذا انہیں یسوع کو گرفتار کرنے کے لیے ایک مخبر کی ضرورت تھی۔ سردار کاہنوں نے یسوع کو گرفتار کرانے کے لیے بوسے کا نشان دیا کہ جسے یہوداہ اسکریوٹی بوسے دے اسے گرفتار کر لیا جائے۔^{۴۰} یہ واقعہ دراصل یسوع مسیح اور یہوداہ اسکریوٹی کے مابین محبت اور قلبی تعلق کو مسخ کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے کیونکہ بوسہ کوئی خاص نشان نہیں تھا بلکہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے کا بوسہ لینا یہودے معاشرے کا شعار تھا اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوئے یہودی ایک دوسرے کا گال پر بوسہ لیا کرتے تھے۔^{۴۱} یہوداہ اسکریوٹی کے بوسے کو بوسہ موت (*kiss of death*) کہا جاتا ہے حالانکہ اس بوسے کے بارے میں خود اناجیل میں اتفاق نہیں ہیں۔ انجیل یوحنا کے مطابق یسوع نے بوسے سے پہلے ہی اپنی شناخت ظاہر کر کے گرفتاری دے دی تھی^{۴۲} لہذا اس کے بعد بوسے کی ساری کہانی بے معنی ہو جاتی ہے۔

ایک اور اہم فضیلت یہوداہ اسکریوٹی کو یہ بھی حاصل ہے کہ یسوع مسیح کے مبارک قول کے مطابق وہ نہ صرف خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں گے بلکہ اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ایک کا انصاف بھی کریں گے۔^{۴۳} لہذا خدا کی بادشاہت میں شریک اسرائیل کے منصف اعلیٰ کو خدایا کالقب دینا اسرائیل یسوع مسیح کی تعلیمات سے انحراف ہے۔

خلاصہ

یہوداہ اسکریوٹی کی شخصیت کو اناجیل میں تدریجاً مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ مقدس پولس کے خطوط سے لے کر یوحنا کی انجیل لکھے جانے تک گزرتے وقت کے ساتھ اس افسانے میں اضافہ ہی نظر آتا ہے جو کہ یہوداہ اسکریوٹی کو موت تک لے جاتے ہیں۔ یہ ارتقائی اضافہ جاتا اس امر کا غماز ہے کہ یہ افسانہ حقیقت سے بعید ہے۔ اگر اس کہانی کو تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو پوری انجیلی کہانی ہی یکسر مسترد ہو جاتی ہے۔ تاریخی شواہد کے

مطابق یہوداہ اسکریوٹی کا تعلق اس یہودی عسکریت پسند گروہ سے تھا جنہوں نے یہودیوں کی آزادی کے لیے رومیوں کے خلاف اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر سردھڑکی بازی لگا رکھی تھی۔ ایسے دلیر افراد میں شامل ہونے کی وجہ سے اس انجیلی کہانی پر یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہوداہ اسکریوٹی نے کم ہمتی اور بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خودکشی کر لی۔ بعض روایات کے مطابق یہوداہ اسکریوٹی واحد شاگرد تھے جو یسوع مسیح کے بے حد قریب اور رازدار تھے اور یسوع نے انہیں دنیا میں ہی بہشت کی بشارت سنارکھی تھی۔ اس حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ انجیل میں موجود یہوداہ اسکریوٹی کی کہانی افسانے کے ماسوا کچھ نہیں ہے۔

تجاویز

قدیم یہودی عسکری و مذہبی تاریخ کی روشنی میں کی جانے والی اس تحقیق کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ عصر حاضر میں جاری دہشت گردی کی جنگ۔ جو کہ درحقیقت اسلام کے خلاف جنگ ہے۔ میں ایسی ہی دلیری اور دفا شعاری کی ضرورت ہے جیسا کہ یسوع مسیح کے ساتھی یہوداہ کے مصاحبین نے اختیار کی تھی تاکہ مستقل مزاجی اور پامردی کے ساتھ اعداء اسلام کا مقابلہ کیا جائے اور وقت پڑنے پر عسکری راستہ بھی اختیار کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ درست معلومات کے ادراک کے لیے بنیادی مصادر تک رجوع کرنے کا طریقہ طلبہ کو سکھایا جائے تاکہ وہ مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کریں اور جانچ پڑتال کر کے درست حقائق کا ادراک اسی طرح کر سکیں جس طرح محققین نے تحقیق ہذا میں ایک عنوان منتخب کرنے کے بعد عرق ریزی سے دو ہزار سال سے جاری ایک غلط عمل کی نشاندہی کی اور ایک جلیل القدر حواری مسیح کے حقیقی مقام اور مرتبے کو روشناس کرایا۔

حوالہ جات:

- ^۱ متی ۲۸:۱۹
- ^۲ انجیل برنباں، مترجم: مولانا عبدالحلیم انصاری، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۳ء، فصل ۲۱۵ تا ۲۱۶
- ^۳ Hyam Maccoby, *Revolution in Judaea Jesus and the Jewish Resistance* (New York: Taplinger Publishing Co, 1973), pp. 151-52.
- ^۴ Susan Gubar, *Judas : A Biography* (W.W. Norton, 2009), pp. 27-28 [accessed 8 July 2019].
- ^۵ Hyam Maccoby, *Judas Iscariot and the Myth of Jewish Evil* (Free Press, 1992), pp. 1-2.
- ^۶ متی ۲۳:۴، ۲۳:۲۱
- ^۷ متی ۲۶:۵۵
- ^۸ مرقس ۳:۱۴
- ^۹ مرقس ۱۰:۱۰-۱۱
- ^{۱۰} مرقس ۲۰:۱۴
- ^{۱۱} متی ۲۶:۲۵
- ^{۱۲} متی ۱۴:۲۶-۱۶

- ١٣ لوقا ١٦:٦
- ١٣ لوقا ٣:٢٢-٦
- Hyam Maccoby, *Antisemitism and Modernity : Innovation and Continuity* (Routledge, 2006), p. 14.^{١٥}
- ١٦ يوحنا ٦:٤٠
- ١٤ يوحنا ٦:١٢
- ١٨ يوحنا ١٠:١٣
- ١٩ يوحنا ١٢:١٤
- James McConkey Robinson, *The Secrets of Judas : The Story of the Misunderstood Disciple and His Lost Gospel*^{٢٠}
(HarperSanFrancisco, 2007), p. 35.
- Maccoby, *Judas Iscariot and the Myth of Jewish Evil*, pp. 128–29.^{٢١}
- Maccoby, *Judas Iscariot and the Myth of Jewish Evil*, pp. 129–30.^{٢٢}
- Bart D. Ehrman, *The Lost Gospel of Judas Iscariot : A New Look at Betrayer and Betrayed* (Oxford University^{٢٣}
Press, 2008), p. 145.
- ‘First Jewish Revolt | 66-70 CE | Britannica.Com’ <<https://www.britannica.com/event/First-Jewish-Revolt>>^{٢٤}
[accessed 8 July 2019].
- Martin Hengel, *Crucifixion: In the Ancient World and the Folly of the Message of Cross* (Philadelphia: Fortress^{٢٥}
Press, 1977), pp. 69–70.
- Hyam Maccoby, *The Mythmaker Paul and the Invention of Christianity* (London: George Weidenfeld & Nicolson^{٢٦}
Limited, 1986), pp. 46–47.
- Hengel, pp. 25–26.^{٢٧}
- Richard A. Horsley and John S. Hanson, *Bandits, Prophets & Massiahs: Popular Movements in the Time of Jesus*^{٢٨}
(New York: Winston Press, 1985), pp. 200–201.
- ٢٩ اعمال ٣٨:٢١
- ٣٠ متى ٥:٤٤
- ٣١ اعمال ١٨:١
- Mark Allan. Powell, *Introducing the New Testament : A Historical, Literary, and Theological Survey*. (Baker^{٣٢}
Academic, 2018), p. 295
- ٣٣ ١- كرتيوس ٥:١٥
- ٣٤ اعمال ٢٦:١
- Horsley and Hanson, p. 215.^{٣٥}
- ٣٦ انجيل برنبا، مترجم: مولانا عبد الحليم انصاري، اداره اسلاميات، لاہور، ٢٠٠٣ء، فصل ٢١٥ تا ٢١٦
- Wilhelm Schneemelcher and R. McL. (Robert McLachlan) Wilson, *New Testament Apocrypha* (J. Clarke & Co.,^{٣٧}
2003), p. 387
- Elaine Pagels and Karen L. King, *Reading Judas: The Gospel of Judas and the Shaping of the Christianity* (New^{٣٨}
York: Penguin Books, 2013), pp. 3–4.
- ‘Judas Iscariot | Apostle | Britannica.Com’ <<https://www.britannica.com/biography/Judas-Isacariot>> [accessed 8^{٣٩}
July 2019].
- ٣٠ مرقس ٣:١٣
- Geza Vermes, *The Real Jesus: Then and Now* (Minneapolis: Fortress Press, 2010), pp. 103–4.^{٤١}
- ٣٢ يوحنا ٦:١٨-٨
- ٣٣ متى ٢٨:١٩